فتح کے بعد مجاہدین نے حکومت پاکستان کو تار کے ذریعے پاکستان سے الحاق کی درخواست دی، مگر ناگزیر وجوہات کی بناء پر الحاق کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔

ڈوگرہ دور میں گلگت بلتستان ضلع لداخ کا حصہ تھا، اس کے تمام انتظامی اور مواصلاتی رابطے سرینگر کے ساتھ تھے۔ اپریل 1949ء میں چودھری غلام عباس پہلے کشمیری لیڈر تھے جنہوں نے گلگت کا دورہ کیا۔ اس دوران گلگت بلتستان کے انتظامی، معاشی اور مالی امور حکومت پاکستان کی وزارت امور کشمیر نے سنبھال لئے تھے۔ اپریل 1949ء ہی میں ایک انتظامی معاہدہ وزارت امور کشمیر، حکومت آزاد کشمیر اور مسلم کانفرنس کے درمیان طے پایا تھا۔ جس میں وزارت امور کشمیر، حکومت آزاد کشمیر اور مسلم کانفرنس کے حدود، فرائض اور اختیارات طے پائے تھے۔

اس معاہدہ پر وزارت اُمور کشمیر کی طرف سے مشتاق احمد گورمانی، آزاد کشمیر حکومت کی طرف سے صدر سردار ابراہیم خان اور مسلم کانفرنس کی طرف سے صدر چوہدری غلام عباس نے دستخط کیے۔

گلگت بلتستان کی حیثیت کے بارے میں مختلف سطحوں پر غور وخوض جاری رہا، پاکستان کی سپریم کورٹ میں بھی یہ معاملہ زیر سماعت رہا۔ آزاد وجموں وکشمیر کی عدالت عالیہ سمت دونوں اعلیٰ عدالتوں نے اس خطے کو جموں وکشمیر کا ''تاریخی'' حصہ قرار دیا، البتہ ''انتظامی'' حصہ قرار نہیں دیا۔

اب حکومت پاکستان نے اس نئے فیصلے سے گلگت بلتستان کی مستقل حیثیت کا تعین تو کردیا، لیکن اس فیصلے کے خلاف کشمیری لیڈروں کی اکثریت نے شدید ردعمل کا اظہار کردیا ہے۔ بہرحال ان تاریخی وجوہات کی روشنی میں جس کی طرف اختصاراً صرف اشارہ پر اکتفا کیا گیا ہے گلگت بلتستان کے کشمیر کا حصہ ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ اس لیے ہم تقسیم کشمیر یا خودمختار کشمیر وغیرہ کے حق میں نہیں، البتہ جب مقبوضہ علاقہ آزاد ہوگا تو ان شاءاللہ جموں وکشمیر پاکستان کا پانچواں صوبہ قرار پائے گا۔

☆☆☆☆

درس قرآن

د/ اسماعیل امین

تراث رحمانی درفوائد قرآنی

﴿والذین کفروا و کذّبوا بایٰاتنا أولٰئک أصحاب النار هم فیها خالدون﴾ [البقرة : ۳۹]

''اور جولوگ کفر کریں اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔''

سابقہ آیات سے ربط اور مختصر تفسیر:

گزشتہ آیتوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر زمین پر آباد کرنے اور ان کی توبہ کی قبولیت کا تذکرہ فرمایا۔ پھر اس کے لیے دوبارہ جنت میں جانے کا راستہ متعین فرمایا کہ جو میری ہدایت پر چلتا رہا تو وہ جنتی ہے، اسے خوف خطرہ اور غم و پریشانی کا تصور ہی نہیں ہوگا۔

زیر تفسیر آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تکوینی قانون کے مطابق اس جنت تک پہنچنے والے صراط مستقیم سے انحراف اور بغاوت کرنے والوں کے انجام بد کا تذکرہ فرمایا۔

(والذین کفروا و کذبوا بایٰاتنا) یہ جملہ مبتدا اور (أولٰئک اصحاب النار) خبر ہے، اور (هم فیها خالدون) یہ جملہ حالیہ ہے: حال کونهم خالدین یعنی اس حال میں کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور اسے کفار کے انجام کے اظہار کے لیے جملہ مستأنفہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔

(کذبوا بایٰاتنا) کفر اصل لغت میں (التغطیة) ہے جو کسی چیز کو چھپانے کو کہتے ہیں۔ اسی لیے لغت میں کسان پر بھی لفظ ''کافر'' کا اطلاق ہوا ہے کیونکہ وہ بیج کو زمین میں چھپا دیتا ہے۔ کافر کو اس لیے کافر کہا گیا کہ وہ حق کو چھپا کر باطل پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ (کذبوا) کا مصدر (تکذیب) ہے، جھٹلانے کو کہا جاتا ہے۔ (بایٰاتنا) میں (آیات) (آیة) کی جمع ہے۔ آیت اصل میں اس نشانی یا علامت کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی طرف رہنمائی کرے۔

(والذین کفروا و کذّبوا بایٰاتنا) اس کے مختلف معانی مفسرین نے بیان کیے ہیں:

۱۔ امام قرطبی نے (و کذبوا بایٰاتنا) سیاق کا خیال رکھتے ہوئے اس کی تفسیر (اشرکوا) سے کیا ہے یعنی وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا۔ امام قتادۃ نے اس سے مشرکین مکہ مراد لیا ہے۔ [التفسیر الصحیح]

۲۔ امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں (کفروا) وہ لوگ ہیں جو آیات الٰہیہ کا انکار کریں اور (و کذبوا بایٰاتنا) وہ جو

رسولوں اور نشانیوں کی تکذیب کریں۔یعنی اللہ کی وحدانیت وربوبیت اور انبیائے کرام کی سچائی اور معجزات کو جھٹلائیں۔

۳۔ الشیخ ابن العثیمین فرماتے ہیں(کفروا)اللہ کے اوامر کا انکار کیا(و کذبوا)اللہ اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اخبار کی تکذیب کی ۔ اوامر کا انکار اور اخبار کی تکذیب کفر کی اصل بنیاد ہے، کیونکہ کفر کا مدار استکبار (تکبر) پر ہے یا جحود (ہٹ دھرمی) پر۔اور ابلیس کا کفر، کفرِ استکبار تھا یعنی وہ اللہ کی توحید کا معترف تھا لیکن اس نے تکبر سے کام لیتے ہوئے کفر کیا۔جبکہ فرعون اور اس کی قوم کا کفر، کفرِ جحود تھا یعنی وہ دل سے مانتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اللہ کے منکر تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا﴿و جحدوا بها و استيقنتها أنفسهم﴾ [النمل]

(وكذبوا بآياتنا)(آیات) قرآن مجید میں مختلف معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔سید مودودی نے اس کے پانچ معانی ذکر کیے ہیں لیکن غور اور تأمل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپس میں متداخل ہیں اس لیے دقیق بات یہ ہے کہ قرآن میں استعمال کے اعتبار سے آیات کی تین قسمیں ہیں :

ا۔ **آیاتِ قدرت** :اس کائنات میں جتنی اللہ کی مخلوق ہے، وہ سب اللہ کی قدرت کاملہ پر گواہ ہے۔خواہ وہ آفاقی ہوں یا انسانی ذات سے متعلق ہوں۔جیسا کہ اللہ نے فرمایا:﴿ **سنريهم آياتنا في الآفاق وفي أنفسهم حتى يتبين لهم أنه الحق** ﴾[السجدة: ٥٢]''عنقریب ہم اپنی نشانیاں آفاق (عالم) اور خود ان کی ذات میں بھی دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ وہ برحق ہے۔''﴿**ومن آياته أن خلقكم من تراب ثم إذا أنتم بشر تنتشرون** ۞﴾ [الروم: ٢٠]''اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم انسان ہو جو ہر جگہ پھیل رہے ہو۔''﴿**ومن آياته خلق السموٰت والأرض واختلاف ألسنتكم وألوانكم إن في ذالك لآيات للعالمين** ۞﴾[الروم:٢٢]''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہاری زبانیں اور رنگ مختلف بنادیے۔اہل علم کے لیے اس میں کئی نشانیاں ہیں۔''﴿**ومن آياته منامكم بالليل والنهار وابتغآؤكم من فضله إن في ذٰلك لآيات لقوم يسمعون** ۞﴾[الروم:٢٣]''اور تمہارا رات اور دن کو سونا اور اس کا فضل (رزق) تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے، جو لوگ غور سے سنتے ہیں ان کے لیے اس میں بہت نشانیاں ہیں۔''﴿**ومن آياته يريكم البرق خوفا وطمعا وينزل من السمآء مآء فيحي به الأرض بعد موتها إن في ذٰلك لآيات لقوم يعقلون** ۞﴾[الروم:٢٤]''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے جس سے تم

ڈرتے بھی ہو اور امید بھی رکھتے ہو، اور وہ آسمان سے پانی برساتا ہے جس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے، سمجھنے سوچنے والوں کے لیے اس میں بہت سے نشانیاں ہیں۔'' ﴿ وفی الأرض اٰیات للموقنین ۞ وفی انفسکم أفلا تبصرون ۞ وفی السمآء رزقکم وما توعدون ۞ ﴾[الذاریات: ۲۰۔۲۲] ''اور یقین والوں کے لیے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور خود تمہاری ذات میں بھی، کیا تم دیکھتے نہیں؟ اور تمہاری روزی اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان میں ہیں۔'' غرض کائنات کا ہر ذرہ اور پتہ رب کائنات کی قدرت کاملہ پر شاہد ہے۔

وفی کل شیٔ له آیة　　　تدل علٰی أنه واحد

''ہر چیز میں اس کی قدرت عیاں ہے اور ہر چیز اس کی یکتائی کی شہادت دے رہی ہے۔''

۲۔ **آیات ذکر** : قرآن وحدیث کی آیات جسے اللہ تعالیٰ نے بشریت کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿ ولقد أنزلنا إلیک آیات بینات ﴾[البقرۃ: ۹۹] ''ہم نے آپ کی طرف روشن آیات نازل کی ہیں۔''

۳۔ **آیات معجزہ** : اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے انبیائے کرام کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لیے کچھ نشانیاں عطا کیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿ ولقد اٰتینا موسٰی تسع آیات بینات ﴾ [لاسراء: ۱۰۱] ''اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو بڑی بڑی نشانیاں عطا کیں۔''

شیخ ابن العثیمین نے آیات کی دو قسمیں ذکر کی ہیں: (۱) آیات شرعیہ (۲) آیات کونیہ۔ یہاں (کذبوا باٰیاتنا) میں آیات شرعیہ کی تکذیب مراد ہے۔ کیونکہ کفار میں سے کچھ جیسا کہ کفار قریش آیات کونیہ پر ایمان رکھتے تھے۔ لیکن اگر کوئی شرعی آیات کے ساتھ کونی آیات کا بھی منکر ہو جائے تو اس کے کفر میں مزید اضافہ ہوگا۔

(أولٰئک أصحاب النار هم فیها خالدون ۞) یہی لوگ جہنمی ہیں اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (أولٰئک) اسم اشارہ بعید کے لیے ہے۔ یہاں ان کا تذکرہ قریب اور متصلاً گزر چکا ہے۔ لیکن یہاں اسم اشارہ بعید کے استعمال سے ان کی تحقیر اور تذلیل مقصود ہے۔ قریب چیز کے لیے اسم اشارہ بعید تحقیر یا تعظیم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (أصحاب النار) (أصحاب) صاحب کی جمع ہے اور یہ صحبت سے مشتق ہے، جس کا معنی یہ ہے کسی کا کسی چیز کے ساتھ کسی بھی حالت میں اور زمانے میں ملنا، اگر اس ملنے کے ساتھ لزوم اور اختلاط کا معنی بھی پایا جائے تو کمال صحبت حاصل ہوتی ہے اور یہاں کمال صحبت ہی مراد ہے، یعنی یہ کافر ہمیشہ ہمیشہ جہنم کے ساتھی رہیں گے۔ اس معنی کی تاکید (هم فیها خالدون) سے ہوتی ہے۔ یعنی یہ

لوگ اس جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔[تفسیر الطبری ، تفسیر القرطبی ، تفسیر الشوکانی ، تفسیر ابن العثیمین ، الفرقان للشیخ عمر فاروق ، تفہیم القرآن]

آیت مبارکہ سے مستنبط فوائد :

فائدہ نمبر۱: قرآن میں اسلوب ترغیب وترھیب: یہ فائدہ سابقہ آیت اور زیر تفسیر آیت مبارکہ کے درمیان مناسبت پر غور کرنے سے سامنے آتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے سابقہ آیت میں اپنی ہدایت کے پیروکاروں کو ابد الآباد کی کامیابی سے ہمکنار ہونے کی بشارت دی ﴿فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون ۞﴾ اس کے بعد مذکورہ آیات الٰہیہ کے منکرین کے انجام بد کا تذکرہ فرما کر انہیں جہنم کی وعید سنائی۔ اسی طرز کو اسلوب ترغیب وترھیب کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی بغور تلاوت کرنے والا قرآن میں جابجا یہی اسلوب پاتا ہے جہاں ترغیب کی آیت ہے وہاں ترھیب کی آیت بھی ساتھ ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن کو (مثانی) کہا گیا ہے۔ ﴿اللہ نزّل أحسن الحدیث کتابامتشابھا مثانی﴾ [الزمر:۲۳] حافظ ابن کثیر نے مثانی کی اسی تفسیر کو راجح قرار دیا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت یاد دلاتا ہے وہاں اپنے عذاب اور عقاب سے بھی ڈراتا ہے، تاکہ بندے کے دل میں اللہ کے عذاب سے خوف اور رحمت کی امید دونوں برابر جمع ہو اور وہ صراط مستقیم پر گامزن رہ سکے۔ اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام جب آیات ترغیب کی تلاوت کرتے تو اللہ سے اس کی رحمت ونعمت کے حصول کے لیے دعا کرتے اور جب آیات خوف وترھیب سے گزر ہوتا تو اللہ کی پناہ مانگتے۔

قرآنی اسلوب ترغیب وترھیب کی مزید اہمیت اور افادیت کو سمجھنے کے لیے [التراث ۱۲/۱۰ فائدہ نمبر۱] کا مطالعہ فرمائیں۔

فائدہ نمبر۲: یہاں اللہ تعالیٰ نے کفار کے دو وصف یعنی کفر اور تکذیب کو اکٹھا کیا ہے۔ اور فرمایا جس میں یہ دو وصف پائے جائیں وہ جہنم کا مستحق ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ نیز قرآن وسنت سے یہ بھی ثابت ہے کہ کسی میں ان دونوں میں سے ایک وصف بھی پایا جائے تو وہ ابد الآباد جہنمی ہوگا۔ اگر کوئی مکذب ہو یعنی اللہ کی شریعت اور آیات کی تکذیب کرنے والا ہو تو ابدی جہنمی ہوگا۔ اسی طرح اللہ کے دین کے ساتھ کفر کرے، اس سے کفریہ بات یا فعل سرزد ہو جس سے اس کا دائرہ اسلام سے خارج ہونا لازم آتا ہو وہ بھی ابدی جہنمی ہوگا۔ اگر کسی معصیت پر ''کفر'' کا اطلاق تو ہوا ہو لیکن اس کا یہ کفر دائرہ اسلام سے خارج کرنے والا نہ ہو تو یہ ابدی جہنمی نہیں ہوگا۔ جس کی مزید وضاحت آئے گی۔ [تفسیر ابن العثیمین]

فائدہ نمبر۳: مذکورہ کفار کے دو وصف اکٹھے کرنے کا مقصد یہ بھی بتانا ہے کہ جس طرح اہل ایمان کے مابین